’’ہمارا مہمان وہی شخص ہوتا ہے جو ہمارے دسترخوان پر کھانا کھائے، ہمارے گھر میں رات گزارے اور ہمارے ساتھ کم از کم تین دن قیام کرے‘‘

ہمارے ہاں مہمان کو رحمت کا درجہ حاصل ہے، اس کی خدمت کرنا ہر میزبان اپنا فرض سمجھتا ہے، مہمان کے آنے پر خوشی کا اظہار کرنا اور اس کے جانے پر اداس ہونا ہماری روایت کا حصہ ہے

از: ڈاکٹر نسرین آفتاب قریشی

ہمارے ہاں مہمان کو رحمت کا درجہ حاصل ہے۔ ہم اپنے گھر آنے والے ہر شخص کو مہمان کہتے ہیں، چاہے وہ پہلے سے طے شدہ ملاقات کے لیے آیا ہو یا اچانک دروازے پر دستک دے دے۔ ہمارے ہاں یہ کہا جاتا ہے کہ مہمان اپنے ساتھ رزق لے کر آتا ہے، اس لیے اس کی آمد کو کبھی بوجھ نہیں سمجھا جاتا۔ یہ سوچ ہی ہمارے رویوں کی بنیاد ہے۔

مہمان داری کے کچھ تحریری اور کچھ غیر تحریری اصول ہیں جن کی پاسداری ہر گھر میں کی جاتی ہے۔ ان اصولوں کا مقصد مہمان کو آرام پہنچانا اور میزبان کی عزت کو برقرار رکھنا ہے۔ مثلاً مہمان کو ہمیشہ صاف ستھرا بستر دیا جاتا ہے، اس کے کھانے پینے کی پسند ناپسند کا خیال رکھا جاتا ہے اور اس کی موجودگی میں گھر کے افراد اونچی آواز میں بات نہیں کرتے۔ یہ سب باتیں ایک مہذب معاشرے کی پہچان ہیں۔

مہمان کے آنے سے پہلے گھر کی صفائی کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ اگر مہمان کسی لمبے سفر سے آ رہا ہو تو اس کے لیے غسل کا انتظام کیا جاتا ہے۔ کھانے کے وقت دسترخوان پر کم از کم تین قسم کے کھانے رکھے جاتے ہیں، اگرچہ یہ تعداد میزبان کی حیثیت کے مطابق کم یا زیادہ ہو سکتی ہے۔ مہمان کو زبردستی کھانا کھلانا ہمارے ہاں معیوب سمجھا جاتا ہے، لیکن اس کے سامنے کھانے کی تعریف کرنا اور اصرار کرنا کہ وہ تھوڑا سا اور لے، میزبان کی محبت کا اظہار سمجھا جاتا ہے۔

مہمان کے جانے کے وقت بھی کئی روایات ہیں۔ رخصت کرتے وقت گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر ہاتھ ہلانا، مہمان کی سواری کے نظر سے اوجھل ہونے تک کھڑے رہنا اور یہ کہنا کہ ’’پھر ضرور آئیے گا‘‘، یہ سب اس رشتے کو مضبوط کرنے کے طریقے ہیں۔ بعض گھرانوں میں مہمان کو تحفہ دینے کا رواج بھی ہے، جسے ’’ہدیہ‘‘ یا ’’سوغات‘‘ کہا جاتا ہے۔ یہ تحفہ مہنگا ہونا ضروری نہیں، بلکہ اس کی علامتی حیثیت زیادہ اہم ہوتی ہے۔

مہمان داری کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ مہمان کو اپنے گھریلو معاملات میں زیادہ دخل نہ دینے دیا جائے۔ میزبان کی کوشش ہوتی ہے کہ مہمان کو اپنے گھر جیسا آرام دے، لیکن اس کی نجی زندگی میں مداخلت نہ کرے۔ اسی طرح مہمان کو بھی چاہیے کہ وہ میزبان کے معمولات میں رکاوٹ نہ بنے۔ اگر مہمان اور میزبان کے درمیان یہ توازن قائم رہے تو ملاقات خوشگوار یادوں میں بدل جاتی ہے۔

آج کل شہری زندگی کی مصروفیات نے مہمان داری کے انداز بدل دیے ہیں۔ اب لوگ پہلے کی طرح کئی کئی دن کے مہمان نہیں ٹھہراتے، بلکہ ایک یا دو دن کی ملاقات کو ترجیح دیتے ہیں۔ فون اور انٹرنیٹ کی وجہ سے اچانک آمد کا رواج بھی کم ہو گیا ہے۔ اکثر لوگ پہلے اطلاع کرتے ہیں اور پھر آتے ہیں۔ اس تبدیلی کے باوجود مہمان کی عزت اور اس کے آرام کا خیال آج بھی اتنا ہی ضروری سمجھا جاتا ہے جتنا پہلے تھا۔

مہمان داری کا ایک اور پہلو تحائف کا تبادلہ ہے۔ عید، شادی بیاہ اور دیگر تقریبات پر مہمان اور میزبان ایک دوسرے کو تحائف دیتے ہیں۔ یہ تحائف بھی اس رشتے کی مضبوطی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ کچھ گھرانوں میں تحفے کے لین دین کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے تاکہ کوئی احسان باقی نہ رہے۔ یہ رویہ اگرچہ کچھ لوگوں کو رسمی لگتا ہے، لیکن اس سے تعلقات میں توازن برقرار رہتا ہے۔

آخر میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مہمان داری ہماری ثقافت کا ایک ایسا پہلو ہے جو ہمیں ایک دوسرے سے جوڑے رکھتا ہے۔ اس میں تکلف بھی ہے اور اپنائیت بھی، رسمیں بھی ہیں اور دل سے نکلنے والی محبت بھی۔ اگر ہم اس روایت کو اس کی اصل روح کے ساتھ زندہ رکھیں تو ہمارے گھر ہمیشہ رحمتوں سے بھرے رہیں گے اور ہمارے رشتے مزید مضبوط ہوں گے۔

(صفحہ ۱۴ کالم ۲ میں ملاحظہ کریں)

’’ہمارے ہاں مہمان کو رحمت کا درجہ حاصل ہے‘‘ — ڈاکٹر نسرین آفتاب قریشی کا مہمان داری پر خصوصی مضمون

ڈاکٹر نسرین آفتاب قریشی کا مضمون ’’ہمارے ہاں مہمان کو رحمت کا درجہ حاصل ہے‘‘ 14 صفحہ شمارہ 4 میں شائع ہوا ہے

صفحہ 14 کالم ۲ میں ملاحظہ کریں

(صفحہ ۱ کالم 3 سے آگے)

ہمارے ہاں مہمان کو رحمت کا درجہ حاصل ہے۔ ہم اپنے گھر آنے والے ہر شخص کو مہمان کہتے ہیں، چاہے وہ پہلے سے طے شدہ ملاقات کے لیے آیا ہو یا اچانک دروازے پر دستک دے دے۔ ہمارے ہاں یہ کہا جاتا ہے کہ مہمان اپنے ساتھ رزق لے کر آتا ہے، اس لیے اس کی آمد کو کبھی بوجھ نہیں سمجھا جاتا۔ یہ سوچ ہی ہمارے رویوں کی بنیاد ہے۔

مہمان داری کے کچھ تحریری اور کچھ غیر تحریری اصول ہیں جن کی پاسداری ہر گھر میں کی جاتی ہے۔ ان اصولوں کا مقصد مہمان کو آرام پہنچانا اور میزبان کی عزت کو برقرار رکھنا ہے۔ مثلاً مہمان کو ہمیشہ صاف ستھرا بستر دیا جاتا ہے، اس کے کھانے پینے کی پسند ناپسند کا خیال رکھا جاتا ہے اور اس کی موجودگی میں گھر کے افراد اونچی آواز میں بات نہیں کرتے۔ یہ سب باتیں ایک مہذب معاشرے کی پہچان ہیں۔

مہمان کے آنے سے پہلے گھر کی صفائی کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ اگر مہمان کسی لمبے سفر سے آ رہا ہو تو اس کے لیے غسل کا انتظام کیا جاتا ہے۔ کھانے کے وقت دسترخوان پر کم از کم تین قسم کے کھانے رکھے جاتے ہیں، اگرچہ یہ تعداد میزبان کی حیثیت کے مطابق کم یا زیادہ ہو سکتی ہے۔ مہمان کو زبردستی کھانا کھلانا ہمارے ہاں معیوب سمجھا جاتا ہے، لیکن اس کے سامنے کھانے کی تعریف کرنا اور اصرار کرنا کہ وہ تھوڑا سا اور لے، میزبان کی محبت کا اظہار سمجھا جاتا ہے۔

مہمان کے جانے کے وقت بھی کئی روایات ہیں۔ رخصت کرتے وقت گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر ہاتھ ہلانا، مہمان کی سواری کے نظر سے اوجھل ہونے تک کھڑے رہنا اور یہ کہنا کہ ’’پھر ضرور آئیے گا‘‘، یہ سب اس رشتے کو مضبوط کرنے کے طریقے ہیں۔ بعض گھرانوں میں مہمان کو تحفہ دینے کا رواج بھی ہے، جسے ’’ہدیہ‘‘ یا ’’سوغات‘‘ کہا جاتا ہے۔ یہ تحفہ مہنگا ہونا ضروری نہیں، بلکہ اس کی علامتی حیثیت زیادہ اہم ہوتی ہے۔

مہمان داری کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ مہمان کو اپنے گھریلو معاملات میں زیادہ دخل نہ دینے دیا جائے۔ میزبان کی کوشش ہوتی ہے کہ مہمان کو اپنے گھر جیسا آرام دے، لیکن اس کی نجی زندگی میں مداخلت نہ کرے۔ اسی طرح مہمان کو بھی چاہیے کہ وہ میزبان کے معمولات میں رکاوٹ نہ بنے۔ اگر مہمان اور میزبان کے درمیان یہ توازن قائم رہے تو ملاقات خوشگوار یادوں میں بدل جاتی ہے۔

آج کل شہری زندگی کی مصروفیات نے مہمان داری کے انداز بدل دیے ہیں۔ اب لوگ پہلے کی طرح کئی کئی دن کے مہمان نہیں ٹھہراتے، بلکہ ایک یا دو دن کی ملاقات کو ترجیح دیتے ہیں۔ فون اور انٹرنیٹ کی وجہ سے اچانک آمد کا رواج بھی کم ہو گیا ہے۔ اکثر لوگ پہلے اطلاع کرتے ہیں اور پھر آتے ہیں۔ اس تبدیلی کے باوجود مہمان کی عزت اور اس کے آرام کا خیال آج بھی اتنا ہی ضروری سمجھا جاتا ہے جتنا پہلے تھا۔

مہمان داری کا ایک اور پہلو تحائف کا تبادلہ ہے۔ عید، شادی بیاہ اور دیگر تقریبات پر مہمان اور میزبان ایک دوسرے کو تحائف دیتے ہیں۔ یہ تحائف بھی اس رشتے کی مضبوطی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ کچھ گھرانوں میں تحفے کے لین دین کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے تاکہ کوئی احسان باقی نہ رہے۔ یہ رویہ اگرچہ کچھ لوگوں کو رسمی لگتا ہے، لیکن اس سے تعلقات میں توازن برقرار رہتا ہے۔

آخر میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مہمان داری ہماری ثقافت کا ایک ایسا پہلو ہے جو ہمیں ایک دوسرے سے جوڑے رکھتا ہے۔ اس میں تکلف بھی ہے اور اپنائیت بھی، رسمیں بھی ہیں اور دل سے نکلنے والی محبت بھی۔ اگر ہم اس روایت کو اس کی اصل روح کے ساتھ زندہ رکھیں تو ہمارے گھر ہمیشہ رحمتوں سے بھرے رہیں گے اور ہمارے رشتے مزید مضبوط ہوں گے۔

(صفحہ ۱۴ کالم ۲ میں ملاحظہ کریں)

’’ہمارا مہمان وہی شخص ہوتا ہے جو ہمارے دسترخوان پر کھانا کھائے، ہمارے گھر میں رات گزارے اور ہمارے ساتھ کم از کم تین دن قیام کرے‘‘

ہمارے ہاں مہمان کو رحمت کا درجہ حاصل ہے، اس کی خدمت کرنا ہر میزبان اپنا فرض سمجھتا ہے، مہمان کے آنے پر خوشی کا اظہار کرنا اور اس کے جانے پر اداس ہونا ہماری روایت کا حصہ ہے

از: ڈاکٹر نسرین آفتاب قریشی

ہمارے ہاں مہمان کو رحمت کا درجہ حاصل ہے۔ ہم اپنے گھر آنے والے ہر شخص کو مہمان کہتے ہیں، چاہے وہ پہلے سے طے شدہ ملاقات کے لیے آیا ہو یا اچانک دروازے پر دستک دے دے۔ ہمارے ہاں یہ کہا جاتا ہے کہ مہمان اپنے ساتھ رزق لے کر آتا ہے، اس لیے اس کی آمد کو کبھی بوجھ نہیں سمجھا جاتا۔ یہ سوچ ہی ہمارے رویوں کی بنیاد ہے۔

مہمان داری کے کچھ تحریری اور کچھ غیر تحریری اصول ہیں جن کی پاسداری ہر گھر میں کی جاتی ہے۔ ان اصولوں کا مقصد مہمان کو آرام پہنچانا اور میزبان کی عزت کو برقرار رکھنا ہے۔ مثلاً مہمان کو ہمیشہ صاف ستھرا بستر دیا جاتا ہے، اس کے کھانے پینے کی پسند ناپسند کا خیال رکھا جاتا ہے اور اس کی موجودگی میں گھر کے افراد اونچی آواز میں بات نہیں کرتے۔ یہ سب باتیں ایک مہذب معاشرے کی پہچان ہیں۔

مہمان کے آنے سے پہلے گھر کی صفائی کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ اگر مہمان کسی لمبے سفر سے آ رہا ہو تو اس کے لیے غسل کا انتظام کیا جاتا ہے۔ کھانے کے وقت دسترخوان پر کم از کم تین قسم کے کھانے رکھے جاتے ہیں، اگرچہ یہ تعداد میزبان کی حیثیت کے مطابق کم یا زیادہ ہو سکتی ہے۔ مہمان کو زبردستی کھانا کھلانا ہمارے ہاں معیوب سمجھا جاتا ہے، لیکن اس کے سامنے کھانے کی تعریف کرنا اور اصرار کرنا کہ وہ تھوڑا سا اور لے، میزبان کی محبت کا اظہار سمجھا جاتا ہے۔

مہمان کے جانے کے وقت بھی کئی روایات ہیں۔ رخصت کرتے وقت گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر ہاتھ ہلانا، مہمان کی سواری کے نظر سے اوجھل ہونے تک کھڑے رہنا اور یہ کہنا کہ ’’پھر ضرور آئیے گا‘‘، یہ سب اس رشتے کو مضبوط کرنے کے طریقے ہیں۔ بعض گھرانوں میں مہمان کو تحفہ دینے کا رواج بھی ہے، جسے ’’ہدیہ‘‘ یا ’’سوغات‘‘ کہا جاتا ہے۔ یہ تحفہ مہنگا ہونا ضروری نہیں، بلکہ اس کی علامتی حیثیت زیادہ اہم ہوتی ہے۔

مہمان داری کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ مہمان کو اپنے گھریلو معاملات میں زیادہ دخل نہ دینے دیا جائے۔ میزبان کی کوشش ہوتی ہے کہ مہمان کو اپنے گھر جیسا آرام دے، لیکن اس کی نجی زندگی میں مداخلت نہ کرے۔ اسی طرح مہمان کو بھی چاہیے کہ وہ میزبان کے معمولات میں رکاوٹ نہ بنے۔ اگر مہمان اور میزبان کے درمیان یہ توازن قائم رہے تو ملاقات خوشگوار یادوں میں بدل جاتی ہے۔

آج کل شہری زندگی کی مصروفیات نے مہمان داری کے انداز بدل دیے ہیں۔ اب لوگ پہلے کی طرح کئی کئی دن کے مہمان نہیں ٹھہراتے، بلکہ ایک یا دو دن کی ملاقات کو ترجیح دیتے ہیں۔ فون اور انٹرنیٹ کی وجہ سے اچانک آمد کا رواج بھی کم ہو گیا ہے۔ اکثر لوگ پہلے اطلاع کرتے ہیں اور پھر آتے ہیں۔ اس تبدیلی کے باوجود مہمان کی عزت اور اس کے آرام کا خیال آج بھی اتنا ہی ضروری سمجھا جاتا ہے جتنا پہلے تھا۔

مہمان داری کا ایک اور پہلو تحائف کا تبادلہ ہے۔ عید، شادی بیاہ اور دیگر تقریبات پر مہمان اور میزبان ایک دوسرے کو تحائف دیتے ہیں۔ یہ تحائف بھی اس رشتے کی مضبوطی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ کچھ گھرانوں میں تحفے کے لین دین کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے تاکہ کوئی احسان باقی نہ رہے۔ یہ رویہ اگرچہ کچھ لوگوں کو رسمی لگتا ہے، لیکن اس سے تعلقات میں توازن برقرار رہتا ہے۔

آخر میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مہمان داری ہماری ثقافت کا ایک ایسا پہلو ہے جو ہمیں ایک دوسرے سے جوڑے رکھتا ہے۔ اس میں تکلف بھی ہے اور اپنائیت بھی، رسمیں بھی ہیں اور دل سے نکلنے والی محبت بھی۔ اگر ہم اس روایت کو اس کی اصل روح کے ساتھ زندہ رکھیں تو ہمارے گھر ہمیشہ رحمتوں سے بھرے رہیں گے اور ہمارے رشتے مزید مضبوط ہوں گے۔

(صفحہ ۱۴ کالم ۲ میں ملاحظہ کریں)

’’ہمارا مہمان وہی شخص ہوتا ہے جو ہمارے دسترخوان پر کھانا کھائے، ہمارے گھر میں رات گزارے اور ہمارے ساتھ کم از کم تین دن قیام کرے‘‘

ہمارے ہاں مہمان کو رحمت کا درجہ حاصل ہے، اس کی خدمت کرنا ہر میزبان اپنا فرض سمجھتا ہے، مہمان کے آنے پر خوشی کا اظہار کرنا اور اس کے جانے پر اداس ہونا ہماری روایت کا حصہ ہے

از: ڈاکٹر نسرین آفتاب قریشی

ہمارے ہاں مہمان کو رحمت کا درجہ حاصل ہے۔ ہم اپنے گھر آنے والے ہر شخص کو مہمان کہتے ہیں، چاہے وہ پہلے سے طے شدہ ملاقات کے لیے آیا ہو یا اچانک دروازے پر دستک دے دے۔ ہمارے ہاں یہ کہا جاتا ہے کہ مہمان اپنے ساتھ رزق لے کر آتا ہے، اس لیے اس کی آمد کو کبھی بوجھ نہیں سمجھا جاتا۔ یہ سوچ ہی ہمارے رویوں کی بنیاد ہے۔

مہمان داری کے کچھ تحریری اور کچھ غیر تحریری اصول ہیں جن کی پاسداری ہر گھر میں کی جاتی ہے۔ ان اصولوں کا مقصد مہمان کو آرام پہنچانا اور میزبان کی عزت کو برقرار رکھنا ہے۔ مثلاً مہمان کو ہمیشہ صاف ستھرا بستر دیا جاتا ہے، اس کے کھانے پینے کی پسند ناپسند کا خیال رکھا جاتا ہے اور اس کی موجودگی میں گھر کے افراد اونچی آواز میں بات نہیں کرتے۔ یہ سب باتیں ایک مہذب معاشرے کی پہچان ہیں۔

مہمان کے آنے سے پہلے گھر کی صفائی کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ اگر مہمان کسی لمبے سفر سے آ رہا ہو تو اس کے لیے غسل کا انتظام کیا جاتا ہے۔ کھانے کے وقت دسترخوان پر کم از کم تین قسم کے کھانے رکھے جاتے ہیں، اگرچہ یہ تعداد میزبان کی حیثیت کے مطابق کم یا زیادہ ہو سکتی ہے۔ مہمان کو زبردستی کھانا کھلانا ہمارے ہاں معیوب سمجھا جاتا ہے، لیکن اس کے سامنے کھانے کی تعریف کرنا اور اصرار کرنا کہ وہ تھوڑا سا اور لے، میزبان کی محبت کا اظہار سمجھا جاتا ہے۔

مہمان کے جانے کے وقت بھی کئی روایات ہیں۔ رخصت کرتے وقت گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر ہاتھ ہلانا، مہمان کی سواری کے نظر سے اوجھل ہونے تک کھڑے رہنا اور یہ کہنا کہ ’’پھر ضرور آئیے گا‘‘، یہ سب اس رشتے کو مضبوط کرنے کے طریقے ہیں۔ بعض گھرانوں میں مہمان کو تحفہ دینے کا رواج بھی ہے، جسے ’’ہدیہ‘‘ یا ’’سوغات‘‘ کہا جاتا ہے۔ یہ تحفہ مہنگا ہونا ضروری نہیں، بلکہ اس کی علامتی حیثیت زیادہ اہم ہوتی ہے۔

مہمان داری کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ مہمان کو اپنے گھریلو معاملات میں زیادہ دخل نہ دینے دیا جائے۔ میزبان کی کوشش ہوتی ہے کہ مہمان کو اپنے گھر جیسا آرام دے، لیکن اس کی نجی زندگی میں مداخلت نہ کرے۔ اسی طرح مہمان کو بھی چاہیے کہ وہ میزبان کے معمولات میں رکاوٹ نہ بنے۔ اگر مہمان اور میزبان کے درمیان یہ توازن قائم رہے تو ملاقات خوشگوار یادوں میں بدل جاتی ہے۔

آج کل شہری زندگی کی مصروفیات نے مہمان داری کے انداز بدل دیے ہیں۔ اب لوگ پہلے کی طرح کئی کئی دن کے مہمان نہیں ٹھہراتے، بلکہ ایک یا دو دن کی ملاقات کو ترجیح دیتے ہیں۔ فون اور انٹرنیٹ کی وجہ سے اچانک آمد کا رواج بھی کم ہو گیا ہے۔ اکثر لوگ پہلے اطلاع کرتے ہیں اور پھر آتے ہیں۔ اس تبدیلی کے باوجود مہمان کی عزت اور اس کے آرام کا خیال آج بھی اتنا ہی ضروری سمجھا جاتا ہے جتنا پہلے تھا۔

مہمان داری کا ایک اور پہلو تحائف کا تبادلہ ہے۔ عید، شادی بیاہ اور دیگر تقریبات پر مہمان اور میزبان ایک دوسرے کو تحائف دیتے ہیں۔ یہ تحائف بھی اس رشتے کی مضبوطی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ کچھ گھرانوں میں تحفے کے لین دین کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے تاکہ کوئی احسان باقی نہ رہے۔ یہ رویہ اگرچہ کچھ لوگوں کو رسمی لگتا ہے، لیکن اس سے تعلقات میں توازن برقرار رہتا ہے۔

آخر میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مہمان داری ہماری ثقافت کا ایک ایسا پہلو ہے جو ہمیں ایک دوسرے سے جوڑے رکھتا ہے۔ اس میں تکلف بھی ہے اور اپنائیت بھی، رسمیں بھی ہیں اور دل سے نکلنے والی محبت بھی۔ اگر ہم اس روایت کو اس کی اصل روح کے ساتھ زندہ رکھیں تو ہمارے گھر ہمیشہ رحمتوں سے بھرے رہیں گے اور ہمارے رشتے مزید مضبوط ہوں گے۔

(صفحہ ۱۴ کالم ۲ میں ملاحظہ کریں)